JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 17, Issue: 01, Jul– Dec 2023

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

معاشرتی اقدار کی ترویج میں عورت کی ذمہ داریاں: سیرت ازواج مطہرات کی روشنی میں عصری تجزیاتی مطالعہ

Responsibilities of women in promoting social values: An analytical contemporary Study in the light of Sīrahazwāj e Muṯaharāt

Dr. Fariha Anjum
Lecturer, Lahore College for Women University,
Lahore, Pakistan.

ABSTRACT

In Islam, where worship and affairs have primary status, religious morals and social values are of key importance. Respect for social values is the basis of the rights that Allah has enjoined on the Muslims. Prophet Muhammad (saw) serve as a teacher of ethics and a bearer of good high moralities. A society is made up of both men and women. Allah has made some difference in physical structure and their psychology, likewise Allah has divided the responsibilities and duties. A woman is responsible for family and social upbringing. According to Prophet Muhammad (saw) every child is born with pure nature, then the training affects him. This training starts from a woman as mother and then the same woman continues to fulfil her responsibilities as wife, sister and a member of society. In this regard, the life of Azwājmuṯahrāt is a practical example because they were trained by the Prophet Muhammad (saw). In this article, the responsibilities of women in promotion of social values such as good behaviour, justice, truthfulness and charity will be discussed and social and moral aspect of the lives of Azwājmuṯaharāt will be highlighted.so that the today's woman can fulfil her responsibilities in best possible way and establish a better Islamic society.

Keywords: *Prophetic ﷺ era, Seerah Azwaj e mutharat, responsibilities of women.*

CC BY

تمہید

اسلامی نقطۂ نظر سے انسانی شخصیت کے دو پہلو ہیں۔ بعض خصوصیات موروثی ہوتی ہیں اور بعض خصوصیات ایسی ہیں جو تربیت سے حاصل ہوتی ہیں اور دونوں انسان اور اس کے معاشرتی رویوں پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ پیغمبر آخر الزمانؐ اور ان پر نازل ہونے والی کتاب قرآن پاک نے انسان کی تربیت پر جس قدر زور دیا ہے ایسا کسی اور نے نہیں دیا۔

خود رسولؐ کا ارشاد ہے:

ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابواه یهودانه او ینصرانه او یمجسانه[1]

ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت کے سوا کسی چیز پر نہیں پیدا ہوتا پھر اس کے والدین اسے یہودی بناتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی۔

گویا ہر بچے کی ابتدائی فطرت سلیمہ اسے پاکیزہ ہی بناتی ہے۔ پھر اس کی تربیت اس پر اثرانداز ہوتی ہے لہٰذا اگر تربیت و ماحول پاکیزہ ہوگا تو بچہ ایسی ہی عادات بنالے گا اور اگر ماحول و تربیت اسے غلط راستے پر لے کر چلے گا تو بچہ اس کا عادی ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں جابجا انسان کی تربیت کے اصول و قاعدے بتائے گئے ہیں اور رسولؐ نے ان کا عملی مظاہرہ دکھایا۔ چونکہ افراد مل کر معاشرہ بناتے ہیں لہٰذا فرد کی بنیادی تربیت پر اسلام زور دیتا ہے جس کے نتیجے میں بہترین اسلامی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ ڈاکٹر خالد علوی فرماتے ہیں:

> ”انسانی زندگی کے کئی پہلو ہیں۔ معاشی، سیاسی، جمالیاتی اور مذہبی وغیرہ لیکن جو چیز ان سب تعلقات کو مجتمع کرتی ہے وہ معاشرتی پہلو ہے۔ یہ وہ رشتہ ہے جس میں ایک انسان دوسرے انسان سے بطور انسان ربط قائم کرتا ہے۔ یہ انسانی رشتہ ہے جو مختلف افراد کو ایک اجتماعیت میں منظم کرتا ہے۔ معاشرہ بنیادی طور پر یکساں لیکن عملی طور پر ہمیشہ تغیر پذیر ساختوں کا نام ہے جن سے ان رشتوں کی کلیت معلوم ہوتی ہے۔“[2]

افراد کا یہ ربط و تعلق جب تک ایک اصول و قاعدہ پر منظم نہ ہو، تب تک مفید معاشرہ مرتب نہیں ہو سکتا۔ انہی اصولوں کو اقدار کا نام دیا جاتا ہے۔ دین اسلام کے ماننے والے انہی اقدار کے ذریعے سے ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ یہ دین اپنے ماننے والوں کو جو مکمل ضابطۂ حیات دیتا ہے اس کا اہم پہلو معاشرتی اقدار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جو حقوق العباد لازم کیے ہیں ان کی بنیاد ہی ان معاشرتی اقدار کا احترام ہے۔ اس کے لیے ہمیں اتنی تاکید کی گئی ہے کہ ان کے بغیر اسلامی معاشرے کا وجود ناممکن ہے۔ بہترین معاشرے کا تصور مرد اور عورت دونوں کے کردار، مقام اور ذمہ داریوں کے تعین کے بغیر ممکن نہیں۔ ان

میں سے کسی ایک کو نظر انداز کر کے متوازن معاشرہ قائم نہیں ہو سکتا۔اسی اہمیت کے پیش نظر رب کائنات نے دونوں کو ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم قرار دیا ہے۔بحیثیت انسان مرد و عورت برابر ہیں، صرف ان کے دائرہ کار میں کچھ فرق رکھا ہے۔اسلام نے کئی معاملات میں عورت اور مرد کی جسمانی طاقت، نفسیات اور مزاج کے مطابق الگ الگ احکامات بھی دیئے ہیں اور اس کے مطابق ذمہ داریوں اور فرائض کی تقسیم کی ہے۔اس فرق اور تقسیم کار پر انسانی سوسائٹی کی فلاح و ترقی کا مدار ہے۔ عورت پر خاندانی اور معاشرتی تربیت اور اخلاق عالیہ کی ترویج کا ذمہ عائد ہوتا ہے، کیونکہ بحیثیت ماں اسلام نے اس پر یہ ذمہ داری رکھی ہے۔ماں سے اس تربیت کا آغاز ہوتا ہے اور پھر وہی عورت ایک بہن، بیوی اور معاشرے کے ایک فرد کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرتی چلی جاتی ہے۔

اس سلسلے میں عورتوں کے لیے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم کی زندگی ایک عملی نمونہ ہیں۔ آپ کی تربیت یافتہ زواج مطہرات عورتوں کے لیے ایک مثالی نمونہ اور تربیتی ذمہ داریوں کے حصول کا ایک بہترین ذریعہ ہیں۔اس مقالہ میں معاشرتی اقدار جیسے حسن سلوک، عدل و انصاف، سچائی، انفاق فی سبیل اللہ، امر بالمعروف و نھی عن المنکر اور اعلی اخلاقی اقدار کی ترویج میں عورت کی ذمہ داریوں پر بات کی جائے گی جس میں ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم کی سیرت کے معاشرتی و اخلاقی تربیت کے پہلو پر روشنی ڈالی جائے گی تاکہ آج کی خواتین اپنی ذمہ داریوں کو بہترین طور پر نبھا سکیں اور بہترین اسلامی معاشرہ قائم کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوں سکیں۔

اسلام میں جہاں عبادات، معاملات کو بنیاد کا درجہ حاصل ہے۔ وہیں دینی، اخلاقی اور اسلام کی عطا کردہ معاشرتی اقدار کو کلیدی اور بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جو حقوق العباد لازم کیے ہیں ان کی بنیاد ہی ان معاشرتی اقدار کا احترام ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ معلّمِ اخلاق بنا کر مبعوث فرمائے گئے۔ آپ ﷺ کا پیغام، آپ ﷺ کی شریعت اور آپ ﷺ کا دین حسنِ اخلاق اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کا علم بردار ہے۔اس لحاظ سے اسلامی معاشرے میں حسنِ اخلاق، حُسنِ معاشرت، باہمی رویوں، حسنِ سلوک اور مکارمِ اخلاق کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ رسول اللہ صلعم کی بعثت کی غایت ہی حسن خلق کی تکمیل تھی۔((انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق))[3]

لہذا انسانی شخصیت کی تکمیل حسن خلق کا کمال ہے۔ڈاکٹر نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں:

> "جب ہم اس امر پر غور کرتے ہیں کہ اسلام نے حسن خلق و احسان پر اس قدر زور کیوں دیا ہے تو یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ انفرادی لحاظ سے حسن خلق و احسان کے طفیل قلب کا تزکیہ ہوتا ہے، نتیجتاً

اس میں زندگی اور حسن پیدا ہوتا ہے۔اور اس کی خداداد صلاحیتیں قوت سے فعل میں آتی اور اپنی تکمیل کے لیے مسلسل ترقی کرتی رہتی ہیں اور اجتماعی اعتبار سے حسن خلق واحسان کی بدولت ثقافت زندہ وبیدار ہوتی ہے اور اپنی تحسین وتکمیل کرتی ہے۔"[4]

مبحث اول: سیرت ازواج مطہرات

رسول اللہ ﷺ کی ایک حیثیت قرآن پاک نے یہ متعین کی کہ آپ ﷺ اسوہ حسنۃ ہیں:

﴿لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ﴾[5]

ایک عام انسان کی طرح آپ کی زندگی کے دو پہلو تھے ایک بیرونی زندگی اور دوسری اندرونی زندگی جس کو خانگی زندگی بھی کہا جاتا ہے۔اندرونی زندگی کو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آپ ﷺ کے کثرت ازواج کی ایک غایت آپ ﷺ کی خانگی زندگی کو دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا۔لہذاازواج مطہرات اسی اسوہ حسنۃ کی تربیت یافتہ تھیں۔رسول اللہ ﷺ کی رفاقت اور تربیت نے ان کی سیرت بھی آئندہ والوں کے لیے اسوہ حسنۃ بنادی تھی۔اسلام نے عورت کو علمی و عملی میدان میں آنے سے نہیں روکا لیکن اس طرح کہ ان کی خانگی زندگی نہ متاثر ہو۔اس کا بہترین عملی نمونہ ازواج مطہرات کی سیرت سے ملتا ہے، جنہوں نے خود بھی محنت سے کمایا اور ساتھ ساتھ امور خانہ داری اور دین کی خدمت میں بھی اپنی زندگیاں صرف کیں۔

مبحث ثانی: نمایاں معاشرتی اقدار

ازواج مطہرات کی زندگی سے ہمیں جن معاشرتی اقدار کی ترویج میں نمایاں کردار نظر آتا ہے،وہ درج ذیل ہیں

ا۔صبر وقناعت

بنت الاسلام لکھتی ہیں:

"کسی مالی، جسمانی، جذباتی اور دینی مصیبت کے آپڑنے پر جزع وفزع سے رکے رہنا اور اسے خاموشی سے برداشت کرنا صبر ہے"[6]

ازواج مطہرات میں صبر کی یہ تمام صورتیں بدرجہ اتم موجود تھیں، خاص طور پر رسول اللہ ﷺ کی وہ بیویاں جن سے آپ ﷺ نے اسلام کے اولین دور میں نکاح کیا اور انہوں نے مکی دور میں آپ ﷺ کے ساتھ وقت گزارا۔ان میں سرفہرست حضرت خدیجہ ہیں۔ آپ اولین مسلمان لانے والی خاتون تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے راستے میں آنے والی ہر ابتلاء و آزمائش

میں ان کا ساتھ دیا۔ ان مصائب کے دور میں حضرت خدیجہ کے ایمان میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ صنف نازک ہونے کے باوجود آپ کا دل نہ خوف زدہ ہوا اور نہ متزلزل ہوا بلکہ جیسے جیسے مصائب میں اضافہ ہوتا گیا، ایمان میں استقامت و پختگی آتی گئی۔ ایسے مصائب میں صبر کا بہترین مظاہرہ شعب ابی طالب کے موقع پر نظر آتا ہے جب رسول اللہ ﷺ کا پورا گھرانہ محصور تھا۔ قریش نے کھانے پینے کی چیزوں کا وہاں جانا بالکل بند کر دیا تھا۔ اس دور ابتلاء میں حضرت خدیجہ نے اپنا سرمایہ بنی ہاشم کے لیے پورے طور پر وقف کر دیا۔ ان کا تجارتی کاروبار مکمل بند ہو چکا تھا۔ جو سرمایہ باقی تھا وہ بے دریغ اس آزمائش کے موقع پر لگا دیا۔ تین سال تک یہ مصائب کا دور ختم ہوا۔ حضرت خدیجہ نے اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں ہر قسم کی مشکل کو نہایت صبر و تحمل سے برداشت کیا۔[7]

اسی طرح حضرت عائشہ کی ذات بارے محمود احمد ظفر لکھتے ہیں:

> "حضرت عائشہ نے ازدواجی زندگی نہایت عسرت اور فقر و فاقہ میں گزاری۔ لیکن کبھی بھی حرف شکایت زبان پر نہ لائیں۔ اگرچہ فتوحات کا خزانہ سیلاب کی طرح آرہا تھا لیکن کبھی بھی ان کی طلب و ہوس آپ کو دامن گیر نہ ہوئے۔ کبھی بھی بیش بہا لباس، گراں قیمت زیورات، عالیشان عمارت اور لذیذ ایوان نعمت کی خواہش آپ کے دل میں نہ پیدا ہوئی۔"[8]

حضرت صفیہ بھی اس صفت سے بہترین طور پر متصف تھیں۔ آپ میں حلم و تحمل بہت زیادہ تھا۔ اپنی رشتہ داروں کی لاشوں کے پاس سے گزرتے ہوئے بھی آپ نے صبر و تحمل کا دامن نہ چھوڑا۔ حالانکہ آپ کی رشتہ دار بہنیں داڑھیں مار مار کر رونے لگیں۔[9] ایسے ہی حضرت ام حبیبہ نے اسلام کی خاطر ہجرت حبشہ کی تکلیفیں برداشت کیں۔ امیر گھرانے کی نور نظر ہونے کے باوجود اسلام کی خاطر پردیس میں غربت کو برداشت کیا لیکن اسلام کی راہ میں ثابت قدم رہیں۔[10] گویا ازواج مطہرات کی رسول اللہ ﷺ سے محبت و اطاعت شعاری اور ایمان کا نور اس درجہ تھا کہ بڑی سے بڑی مشکل و مصیبت میں بھی صبر و قناعت کا دامن نہیں چھوڑا۔

ب۔ زہد و ورع

ازواج مطہرات میں زہد و ورع کی صفت اپنی انتہا تک تھی۔ اپنے دن و رات عبادت میں گزارنا اور نتیجتاً شخصیت میں دیگر صفات پیدا ہوتی ہیں۔ حضرت عائشہ نہایت خاشع اور عبادت گزار تھیں۔ چاشت کی نماز برابر پڑھتیں۔ فرماتیں تھیں کی اگر میرا باپ بھی قبر سے اٹھ آئے اور مجھے اس سے منع کرے تب بھی میں باز نہ آؤں گی۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی

نماز ادا کرتیں۔ رمضان میں تراویح کا خاص اہتمام کرتیں۔ اکثر روزے رکھا کرتیں۔[11] حضرت زینب بنت جحش کا نام ان کے بعد نمایاں نظر آتا ہے۔ مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"عبادت میں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ مشغول رہتیں تھیں، جب آنحضرت ﷺ نے ان کو نکاح میں لانا چاہا تو انہوں نے کہا کہ میں بغیر استخارہ کے کوئی رائے قائم نہیں کر سکتی۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ مہاجرین میں کچھ مال تقسیم کر رہے تھے، حضرت زینب اس معاملے میں کچھ بول اٹھیں تو حضرت عمر نے ڈانٹا، آپ ﷺ نے فرمایا، ان سے درگزر کرو یہ اواہ یعنی خاشع ہیں۔"[12]

آپ کی زندگی نہایت زاہدانہ تھی، ایک روز صبح کو دعا کر رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ گزرے اور دیکھتے ہوئے چلے گئے، جب آپ ﷺ دوپہر کے قریب آئے تو اس وقت بھی آپ کو اسی حالت میں پایا۔[13] اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عائشہ نے حضرت میمونہ کے بارے میں فرمایا کہ میمونہ ہم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔[14] حضرت ام سلمہ بھی نہایت زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں۔ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتی تھیں۔ ثواب کی متلاشی رہتیں۔[15] ایسے ہی حضرت جویریہ، حضرت حفصہ اور حضرت ام حبیبہ بھی زہد وورع میں اپنے کمال کو پہنچی تھیں۔

ج۔ سخاوت و فیاضی

کوئی شخص کتنا ہی عابد و زاہد کیوں نہ ہو، جب تک دنیاوی زندگی قائم ہے وہ مادی ضروریات سے بے رغبت نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالی نے اس دنیا میں ہر لحاظ سے اپنے بندوں میں فرق و تفاوت رکھا ہے جس کا ایک مقصد آزمائش اور دوسرے ایک دوسرے سے اپنی ضرورت کو پورا کرنا بھی ہے۔ ایسے ہی مصالح کے باعث اللہ تعالی نے اس بات کو پسند فرمایا ہے کہ انسان ایک دوسرے کے لیے سخی و فیاض ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے اسوہ کے اس پہلو کی پیروی ازواج مطھرات میں اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی نظر آتی ہے۔ سب کی سب امہات المومنین حد درجہ فیاض اور دنیا سے بے رغب تھیں۔ گھر میں جو کچھ موجود ہوتا سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتیں، چاہے خود اپنے لیے کچھ نہ بچے۔ حضرت خدیجہ مکہ کی مالدار خاتون تھیں، اہل مکہ ان پر رشک کرتے تھے اور دکھ درد کی گھڑی میں انکے گھر کی طرف لپکتے تھے کیونکہ ان کی دولت کا بیشتر حصہ یتیموں، بیواؤں اور ضرورتمندوں کی حاجت روائی، دستگیری اور پرورش کے لیے وقف تھا۔[16]

حضرت عائشہ کا بھی نمایاں وصف جود و سخا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا۔[17] ایک مرتبہ امیر معاویہ نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دیئے۔ اور

اپنے لیے کچھ نہ رکھا۔ اتفاق سے اس دن روزہ تھا، لونڈی نے عرض کیا کہ افطار کے لیے کچھ نہیں ہے، فرمایا پہلے کیوں نہ یاد کروایا۔[18]

رسول اللہ کی تمام ازواج آپ ﷺ کے ساتھ زندگی گزارتے اپنے اندر ایسی تمام صفات پیدا کر چکی تھیں جو عورتوں کے لیے اسوہ بننے کے قابل تھیں۔ حضرت زینب بنت خزیمہ جو ام المساکین کے لقب سے ہی معروف تھیں، فقراء و مساکین کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلاتیں تھیں۔ بہت زیادہ صدقہ کیا کرتی تھیں۔ اسی طرح حضرت زینب بنت جحش خود اپنے دست و بازو سے معاش پیدا کرتی تھیں اور اس کو راہ خدا میں لٹا دیتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عمر نے ان کو سالانہ نفقہ بھیجا تو اس پر کپڑا ڈال دیا اور حکم دیا کہ میرے رشتہ داروں اور یتیموں میں تقسیم کر دو۔[19]

حضرت سودہ میں بھی فیاضی اور سخاوت کا وصف نمایاں تھا۔ وہ طائف کی کھالیں بناتی تھیں اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی اس کو نہایت آزادی کے ساتھ نیک کاموں میں صرف کرتی تھیں۔[20] ایسے ہی فیاضی کے تذکرے حضرت میمونہ[21]، حضرت صفیہ[22] اور حضرت ام سلمہ[23] کے بھی معروف ہیں۔

د۔ صداقت

ازواج مطہرات اس وصف کی بھی ترویج کرتی نظر آتی ہیں۔ حضرت خدیجہ نے اس وصف کی پسندیدگی پر رسول اللہ ﷺ کو اپنی تجارت کے لیے پیغام بھجوایا تھا۔ حضرت زینب بنت جحش حق گو ایسی تھیں کہ جب حضرت عائشہ پر اتہام لگایا گیا جس کا ذکر سورۃ النور میں افک مبین سے کیا گیا ہے تو حضور ﷺ نے حضرت زینب سے حضرت عائشہ کے متعلق دریافت فرمایا جبکہ خود ان کی بہن بھی اتہام لگانے میں شامل تھیں، آپ نے بلا تامل کہا کہ میں عائشہ میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں پاتی۔[24]

ہ۔ شجاعت و دلیری

صحابیات نے بڑے جوش، خلوص، عزم و استقلال سے اسلام دشمنوں کا مقابلہ کیا، جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ اس دور میں سب سے اہم خدمت جہاد تھی اور ازواج مطہرات اس میدان میں بھی پیچھے نہ رہیں۔ حضرت صفیہ نے غزوہ خندق میں بڑی بہادری سے ایک یہودی کو قتل کیا اور یہودیوں کے حملے کو روکنے کی تدبیر کی۔[25] اسی طرح جنگ یرموک میں حضرت جویریہ نے بڑی دلیری سے جنگ کی۔[26] غزوہ احد میں حضرت عائشہ اپنے کندھوں پر مشکیں اٹھائے زخمیوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں۔[27]

و۔ تربیت اولاد

رسول اللہ ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ سے تھی۔ لہذا حضرت خدیجہ نہ صرف ایک بہترین بیوی تھی بلکہ ایک قابل فخر ماں بھی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی حیات میں کوئی اور نکاح نہیں کیا۔ آپ اولاد پر بہت مہربان تھیں۔ گھر کا انتظام بہت اچھا کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے حق میں فرمایا کرتے تھے: "**كانت ام العيال و زينة البيت**"[28]

حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کی دوسری زوجہ حضرت سودہ تھیں۔ آپ گھر کا سارا انتظام نہایت سلیقے سے سنبھالتیں، بیٹیوں کی تربیت میں ان کا بھی حصہ ہے جسے انہوں نے بڑی تن دہی اور ذمہ داری سے انجام دیا۔[29]

ز۔ وسیع القلبی

تمام ازواج مطہرات ایک دوسرے کے لیے کھلے دل کی مالک تھیں۔ ایک دوسرے کا خیال رکھنے والی اور ایثار کرنے والی تھیں۔ اس ضمن میں حضرت سودہ ممتاز حیثیت رکھتی تھیں۔ وہ اور حضرت عائشہ یکے بعد دیگرے رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں تھیں۔ لیکن حضرت سودہ کا سن بہت زیادہ تھا اس لیے جب بوڑھی ہو گئی تو ان کو سوء ظن ہوا کہ شائد آنحضرت ﷺ طلاق دے دیں اور شرف صحبت سے محروم ہو جائیں تو انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ کو دے دی۔[30] اسی طرح حضرت عائشہ پر اتہام میں جو سب شامل تھے، انہوں نے انہیں کبھی برا بھلا نہیں کہا بلکہ ان کے لیے دعا کی۔

ح۔ مہمان نوازی

رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں ایک خاص وصف مہمان نوازی کا بھی تھا۔ آپ ﷺ نے میزبان کو تلقین کی کہ وہ مہمان کی مہمان نوازی اچھی طرح کرے اور دوسری طرف مہمان کو تاکید کی کہ وہ میزبان پر ضرورت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔ حضور ﷺ کی تربیت یافتہ ازواج اسی اسوہ کی ترویج کرتی نظر آتی ہیں۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وفد بنو مشفق حاضر ہوا۔ سوء اتفاق سے آپ ﷺ گھر میں تشریف نہ رکھتے تھے۔ حضرت عائشہ نے فورا کھانا پکوانے کا حکم دیا۔ اور مہمانوں کے پاس ایک طبق میں کھجوریں رکھ کر بھجوادیں۔ آپ ﷺ تشریف لائے تو حسب معمول سب سے پہلے دریافت فرمایا کہ کچھ ضیافت کا سامان ہوا یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ سب سامان ہو چکا ہے۔[31]

ط۔ عصمت و پاکدامنی

تمام ازواج مطہرات اس وصف میں اپنی مثال آپ تھیں۔ جن میں سے حضرت عائشہ ممتاز تھیں کہ ان کے بارے میں بذریعہ وحی آسمانوں سے برات نازل ہوئی۔[32]

خلاصہ بحث

ازواج مطہرات رسول اللہ ﷺ سے تربیت حاصل کرنے والی اور اس ماحول میں زندگی گزارنے والی تھیں جہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنا اسوہ پیش کیا۔لہذا ہم بجا طور پر ان تمام ازواج مطہرات کو بہترین اخلاقی اقدار کا جامع کہہ سکتے ہیں۔ آپ ہی کے ذریعے سے عورتوں کو عملی احکام ملے اور زندگی گزارنے کا ایک نہج واضح ہوا۔یہی وہ تربیت تھی جو عام مومن عورت کی اس دور میں ہوئی اور تعلیم و تعلم کے ذریعے ان معاشرتی اقدار کا سرمایہ اگلی نسلوں کو منتقل ہوتا رہا۔ان ازواج کی پاکیزہ فطرت اور بہترین اخلاقی اقدار کا اعتراف بھی کتب سیرت میں ملتا ہے۔خود ازواج مطہرات ایک دوسرے کے اخلاق کی گواہی دیتی تھیں۔ حضرت عائشہ نے ایک بار حضرت سودہ کے پاکیزہ اخلاق سے متاثر ہو کر فرمایا: "سوائے سودہ کے کسی عورت کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خواہش پیدا نہ ہوئی کہ اس کے جسم میں میری روح ہوتی۔"[33] اس اسوہ کی روشنی میں اگر عصر حاضر کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں اچھی معاشرتی اقدار کے ساتھ ساتھ اخلاق سئیہ کا دور دورہ بھی نظر آتا ہے۔ کینہ، حسد، نفرت، جھوٹ اور غیبت جیسے جذبات پھلتے نظر آتے ہیں۔ایک دوسرے کے لیے منافقت، دھوکہ دہی اور رشوت جیسے معاملات نے اس دھانے پر لا کھڑا کیا ہے کہ آج اس امر کی شدت سے ضرورت ہے کہ تعلیم و تحقیق کو عام کیا جائے۔ تقلید پرستی سے چھٹکارہ پایا جائے اور علم نافع کے لیے انفرادی کاوشوں کو بڑھایا جائے تا کہ عامۃ الناس خود تحقیق کی راہ پر چلتے ہوئے قرآن وحدیث کے احکامات کو جان سکیں اور اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں اپنی زندگی کا ضابطہ حیات متعین کر سکیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1]بخاری، محمد بن اسمعیل، **صحیح بخاری**(الریاض: دار السلام، 1999)، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی، ح:۱۳۵۸، ۱۳۵۹

Bukhārī, muḥammad bin īsma'īl, *ṣaḥīḥbukhārī* (riyāḏ:dār al-salām,1999),kitāb al-janā'z, bābīḍāāslama al-ṣabiyū,no:1358,1359

[2]خالد علوی، ڈاکٹر، **اسلام کا معاشرتی نظام**(لاہور: الفیصل ناشران، س۔ن)، ۱۹

Khālid 'alvī, doctor,*īslāmkām'āshartīniẓām*(Lāhore: al-faiṣalnāshrān,n.d)19

[3]البیھقی، ابی بکر احمد بن حسین، **السنن الکبری**(بیروت: دار الفکر، 2005ء)، 15/252، ح:21379

Albaīhiqī, abībakaraḥmad bin ḥusain, *al-sunan al-kubrā*(Beirūt: dār al-fikar,2005)15/252,No.: 21379

[4]نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر، **اسلامی ثقافت**(لاہور: فیروز سنز لیمیٹڈ، س۔ن)، 327

naṣīraḥmadnāṣir, Dotor,*īslāmīthaqāfat*(Lāhore: faīrozsanzlimited,n.d),327

[5]الاحزاب 21:33

Al-al-aḥzāb 33:21

[6]بنت الاسلام، **اسوہ حسنہ** (لاہور: بزم بتول، 1983ء)، 2/63

Bint al-īslām, *ūswahḥasanah* (Lāhore:bazm batūl,1983)2/63

[7]علی اصغر چوہدری، **امت کی مائیں** (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، 1990ء)، 67،66

'alīaṣgharchohdarī,*ūmatkīmā'īn*(Lāhore:īslāmic publīations,1990)66,67

[8]محمود احمد ظفر، **امہات المومنین** (لاہور: تخلیقات، 1998ء)، 154

maḥmūdaḥmadẓafar,*ūmahātalmaūminīn*(lLāhore:takhlīqāt,1998),154

[9]علی اصغر چوہدری، **امت کی مائیں**، 219

'alīaṣgharchohdarī, *ūmatkī mā'īn*,219

[10]علی اصغر چوہدری، **امت کی مائیں**، 205

'alīaṣgharchohdarī, *ūmatkī mā'īn*,205

[11]عبد السلام ندوی، **سیر الصحابیات مع اسوہ صحابیات** (لاہور: مکتبہ الحسن، 2004ء)، 44؛ محمود احمد ظفر، **امہات المومنین** 15؛ علی اصغر چوہدری، **امت کی مائیں**، 124

'abd al-salāmnadvī, *siyar al-ṣaḥābiyātma'aūswahṣaḥābiyāt*(Lāhore: maktabah al-ḥasan,2004),44; maḥmūdaḥmadẓafar,*ūmahāt almaūminīn*,15; 'alīaṣgharchohdarī, *ūmatkī mā'īn*,124

[12]شبلی نعمانی، علامہ، **سیرۃ النبی ﷺ** (لاہور: ادارہ اسلامیات، س۔ن)2/640

Shiblīna'umānī, 'alāmah,*sīrah al-nabī* (Lāhore:īdārahīslāmiyāt,n.d)2/640

[13]ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی (ریاض: دار السلام، 2000)590

Tirmadhī, *al-jāme'*,

[14]ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ (بیروت**، دار الاحیاء التراث العربی، س۔ن)8/138؛ ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، **الاصابہ فی تمیز الصحابہ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س۔ن)**، 8/324

ībn sa'd, *ṯabqāt*,8/138; ībnḥajar al-'asqalānī,aḥmad bin 'alī,*alaṣābahfītamīzalṣaḥābah(Beirūt:dāralkutub al-'īlmiyah,n.d)* ,8/324

[15]عبد السلام ندوی، **سیر الصحابیات**، 65

'abd al-salāmnadvī, *siyar al-ṣaḥābiyāt*,65

[16]علی اصغر چوہدری، **امت کی مائیں**، 61

'alīaṣgharchohdarī, *ūmatkī mā'īn*,205

[17]عبد السلام ندوی، **سیر الصحابیات**، 44

'abd al-salāmnadvī, *siyar al-ṣaḥābiyāt*,65

[18]الحاکم، ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، **المستدرک علی الصحیحین** (الریاض، مکتبہ نزار مصطفی الباز، س۔ن)4/13

[19]شبلی نعمانی، **سیرت النبی ﷺ**،2/640

Shiblīna'umānī, 'alāmah,*sīrah al-nabī*,2/640

[20]ابن حجر العسقلانی، **الاصابہ**،8/196

alaṣābah,8/196

[21]علی اصغر چوہدری، امت کی مائیں،226

'alīaṣgharchohdarī**,** *ūmatkī mā'īn*,226

[22]عبد السلام ندوی، سیر الصحابیات،90؛ محمود احمد ظفر، امہات المومنین،105

'abd al-salāmnadvī, *siyar al-ṣaḥābiyāt*,90; maḥmūdaḥmadẓafar,*ūmahāt almaūminīn*,105

[23]عبد السلام ندوی، سیر الصحابیات،66؛ امہات المومنین،240،232؛ نیاز فتحپوری، علامہ، صحابیات (کراچی، نفیسا کیڈی، 1978)،80

'abd al-salāmnadvī, *siyar al-ṣaḥābiyāt*,66;maḥmūdaḥmadẓafar,*ūmahāt almaūminīn*,232,240;*alṣaḥābiyāt*,80

[24]علی اصغر چوہدری، **امت کی مائیں**،186،185

'alīaṣgharchohdarī**,** *ūmatkī mā'īn*,185,186

[25]العسقلانی، **الاصابہ**،8/214؛ عبد السلام ندوی، **سیر الصحابیات**،6

alaṣābah,8/214; 'abd al-salāmnadvī, *siyar al-ṣaḥābiyāt*,6

[26]ابن حجر العسقلانی، **الاصابہ**8/73

alaṣābah,8/73

[27]محمود احمد غضنفر، **حیات صحابیات**،268

maḥmūdaḥmadghaẓanfar, *ḥayāt ṣaḥābiyāt*,268

[28]ابن عبد البر، ابی یوسف عبد اللہ بن محمد، **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب** (بیروت: دار الجیل، 1992)1823، ابن حجر العسقلانی، **الاصابہ**،8/540

Al-īstī'āb,1823;*alaṣābah*,8/540

[29]علی اصغر چوہدری، **امت کی مائیں**،83

'alīaṣgharchohdarī, *ūmatkī mā'īn*,83

[30]بخاری، الصحیح، کتاب النکاح، باب المراۃ تھب یعمھا من زوجھا لضرتھا و کیف یقسم ذلک؟، ح:5212

Bukhārī, *al-ṣaḥīḥ*,kitāb al-nikāḥ, bāb al-mar'attahabya'muhā min zaujihāliẓarathā wa kaifaūqsimu dhalika?,No.:5212

[31]نیاز فتحپوری، **صحابیات**،50

alṣaḥābiyāt,50

[32]النور24:11-18

Al-nūr24:11-18

[33]علی اصغر چوہدری، **امت کی مائیں**،84

'alīaṣgharchohdarī, *ūmatkī mā'īn*,84